❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اہل بیت
وقت 5-7 منٹ

سیرت حضرت زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ ؕ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ ؕ لَا ھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَا ھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ (الممتحنہ:11)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں مہاجر ہونے کی حالت میں آئیں تو اُن کا امتحان لے لیا کرو۔ اللہ ان کے ایمان کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ پس اگر تم اچھی طرح معلوم کر لو کہ وہ مومنات ہیں تو کفار کی طرف انہیں واپس نہ بھیجو۔ نہ یہ اُن کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ اِن کے لئے حلال۔

تمہاری صبح حسین ہو رُخ سحر کی طرح
تمہاری رات منور ہو شب قمر کی طرح
کوئی بہشت کا پوچھے تو کہہ سکو ہنس کر
کہ وہ خوب جگہ ہے ہمارے گھر کی طرح

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان سیرت حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام سے قبل عرب کے معاشرے میں لڑکی کا پیدا ہونا ایک بہت ہی معیوب بات سمجھی جاتی تھی اور اکثر بچیوں کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیا جاتا تھا۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور بیٹی کو ایک نعمت قرار دیا تو لوگ بہت حیران ہوئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی صاحبزادی تھی آپؓ کی پیدائش آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے 10 سال قبل ہوئی۔ اُس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ مبارک 30 سال تھی۔

(ابن ہشام جز 1 صفحہ 651)

چھوٹی عمر میں ہی حضرت زینبؓ کا نکاح اپنے خالہ زاد حضرت ابو العاصؓ بن ربیع کے ساتھ ہو گیا جو حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوّت پر آپؓ فوراً ایمان لے آئیں۔ اُس وقت آپؓ کے شوہر حضرت ابو العاصؓ تجارت کی غرض سے مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دوران سفر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں خبریں سُن لی تھیں۔ مکہ واپسی پر جب حضرت زینبؓ نے کہا کہ مَیں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے، تو وہ شش و پنج میں پڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے زینبؓ! کیا تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا تو پھر کیا ہو گا؟ حضرت زینبؓ نے جواب دیا، میں اپنے صادق اور امین باپ کو کیسے جھٹلا سکتی ہوں؟۔ خدا کی قسم! وہ سچے ہیں اور پھر میری ماں اور بہنیں اور حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت ابو بکرؓ اور تمہاری قوم میں حضرت عثمان بن عفانؓ اور تمہارے ماموں زاد حضرت زبیر بن العوامؓ بھی ایمان لے آئے ہیں اور میرا خیال نہیں ہے کہ تم میرے باپ کو جھٹلاؤ گے اور ان کی نبوت پر ایمان نہیں لاؤ گے۔

(ازواج مطہرات و صحابیات صفحہ 244-245)

سامعین! بعثتِ نبوی کے بعد کفارِ مکہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوتِ حق پر لبیک کہنے والوں پر بے پناہ ظلم ڈھانے شروع کر دیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ رضی اللہ عنہا اور حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا ابولہب کے دو بیٹوں کے نکاح میں تھیں، تاہم رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ ان دونوں نے اپنے باپ کے کہنے پر دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔ ابوالعاص کو بھی کفّار نے بہت اکسایا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نہایت اچھا سلوک کرتے رہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کے اس طرزِ عمل کی ہمیشہ تعریف کی۔ باوجود اتنی شرافت اور نیک نفسی کے ابوالعاص نے اپنا آبائی مذہب ترک نہ کیا حتّٰی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد تمام قبائل عرب آپؐ کے دشمن بن چکے تھے۔ حضرت امّ کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس لانے کیلئے مدینہ سے حضرت زیدؓ بن حارثہ کی سرکردگی میں چند افراد کو مکّہ بھجوایا جو حکمت عملی کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادیوں کو مدینہ لائے۔ لیکن حضرت زینبؓ ابھی اپنے خاوند کے پاس ہی تھیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد مکہ میں ان کا مسلسل دشمنانِ اسلام کے نرغے میں رہنا اب خطرہ سے خالی بھی نہ رہا تھا۔ ان کے شوہر ابوالعاص ابھی اپنے دین پر تھے اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق انہوں نے ہجرت کی۔ یہ پہلی ہجرت کی کوشش تو کامیاب نہ ہو سکی مگر دوسری مرتبہ آپؓ مدینہ پہنچ گئیں۔

سامعین! اس پہلی ہجرت کا واقعہ حضرت عائشہؓ یوں بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے تو آپؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ قبیلہ کنانہ کے بعض لوگوں کے ساتھ یا ایک اور روایت کے مطابق ابوالعاص کے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئیں۔ مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہو سکی اور مخالفین کو پتہ چل گیا وہ تعاقب میں نکلے اور ہبار بن اسود حضرت زینبؓ کے قریب پہنچ کر تیر چلانے لگا۔ یہاں تک کے کہ حضرت زینبؓ کو اونٹ سے گرا دیا اور ان کا حمل ضائع ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہو گا۔ لوگ ایک طرف ہو گئے تو ابوسفیان سردارانِ قریش کے ساتھ آیا اور کہا کہ تیر روک لو ہم کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ کنانہ نے تیر ترکش میں ڈال لئے۔ ابوسفیان نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکِ وطن سے حالات جہاں تک جا پہنچے ہیں تم کو معلوم ہیں اب اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال کر لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے۔ بہتر ہو گا کہ ابھی ہمارے ساتھ واپس مکہ چلو پھر کسی وقت رات کو چھپ کر خاموشی سے نکل جانا۔ چنانچہ آپؓ مکّہ واپس تشریف لے آئیں اور پھر کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد معاملہ ٹھنڈا پڑ جانے تک ہجرت کا ارادہ موقوف کیا۔ اس واقعہ پر آپؓ کے میکے بنوہاشم اور آپؓ کے سُسرال بنوامیہ جھگڑ پڑے۔ بنوامیہ نے کہا ہم اسکے زیادہ قریبی ہیں اس لئے حضرت زینبؓ کو مکہ میں ہی رہنا چاہئے۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر کے گھر رہیں یہاں تک کہ غزوۂ بدر پیش آگیا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جنگ بدر کے بعد جب اہل مکّہ نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو حضرت زینبؓ نے (جو ابھی مکہ میں ہی تھیں) ابوالعاص کی آزادی کے لئے فدیہ کے مال میں حضرت خدیجہؓ کا وہ ہار بھی بھجوایا جو انہوں نے شادی کے وقت حضرت زینبؓ کو پہنا کر ابوالعاص کے گھر رخصت کیا تھا۔ حضورؐ نے وہ ہار دیکھا جو ایک ماں کی بیٹی کیلئے نشانی تھی اور جو ایک مجبور مومنہ کو حالتِ کسمپرسی میں بھجوانی پڑی تھی تو آپؐ پر سخت رقّت طاری ہو گئی۔ آپؐ نے حضرت زینبؓ کی ہجرت کو ہموار کرنے کی خاطر صحابہؓ سے ازراہِ مشورہ فرمایا اگر تم پسند کرو تو زینبؓ کے خاوند کو بغیر کچھ لئے چھوڑ دو اور اس کے فدیہ میں آیا ہوا مال واپس کر دو۔ صحابہؓ نے بخوشی ایسا کیا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے بھی وعدہ لیا کہ وہ حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں گے۔

جنگ بدر کے ایک ماہ بعد حضرت ابوالعاص مکہ واپس آئے۔ اس دوران حضرت زینبؓ، ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے گھر رہائش پذیر رہیں۔ ایک روز ابوسفیان کی بیوی ہند نے حضرت زینبؓ کو طعنہ دیا کہ یہ سب تکلیفیں تیرے باپ کی وجہ سے ہیں۔ حضورؐ کو جب اپنی بیٹی پر بیتے اس کرب ناک واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے حضرت زید بن حارثہؓ سے فرمایا کہ کیا تم زینبؓ کو میرے پاس لا سکتے ہو؟ حضرت زیدؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! کیوں نہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری یہ انگوٹھی لے جاؤ اور زینبؓ کو دے دینا۔ حضرت زیدؓ کمال حکمت سے مکہ گئے اور شہر کے نواح میں پہنچ کر جائزہ لینے لگے۔ اس دوران حضرت زیدؓ ایک چرواہے سے ملے اور اس سے پوچھا کہ تم کس کے ملازم ہو؟ اس نے بتایا کہ میں ابوالعاص کا ملازم ہوں۔ پھر حضرت زیدؓ نے پوچھا یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے کہا زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اس پر حضرت زیدؓ نے نبی کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس چرواہے کے ذریعہ حضرت زینبؓ کو بھجوائی۔ انگوٹھی دیکھ کر وہ سمجھ گئیں۔

اگلی رات ابوالعاص، حضرت زینبؓ کو لے کر نکلے اور یاجج مقام پر انہیں حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ مدینہ روانہ کرکے واپس مکّہ آ گئے۔ اس طرح انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے عہد کی پابندی کرتے ہوئے حضرت زینبؓ کو خاموش حکمت عملی سے مدینہ بھجوانے کا انتظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق کر دیا اور حضرت زینبؓ اپنے مقدس والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئیں۔

(اہل بیتِ رسولؐ، اولاد النبیؐ صفحہ 256-258)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے "هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ" یعنی یہ میری بیٹیوں میں سب سے افضل ہے کیونکہ اس کو میری وجہ سے بہت تکالیف پہنچی ہیں۔

(تاریخ الصغیر لامام بخاری جلد 1 صفحہ 34)

سامعین! 6 ہجری میں ابوالعاص بن الربیع قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ آنحضرت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 170 سواروں کے ساتھ بھیجا، مقامِ عیص میں قافلہ ملا۔ کچھ لوگ گرفتار کیے گئے اور مال واسباب بھی حصے میں آیا اُنہی میں ابوالعاص بھی تھے۔

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کو یوں لکھا ہے کہ

"ان قیدیوں میں جو سریہ بطرف عِیص میں پکڑے گئے ابوالعاص بن الربیع بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور حضرت خدیجہؓ مرحومہ کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے۔ اس سے قبل وہ جنگ بدر میں بھی قید ہو کر آئے تھے مگر اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ مکہ پہنچ کر آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو مدینہ بھجوا دیں۔ ابوالعاص نے اس وعدہ کو تو پورا کر دیا تھا مگر وہ خود ابھی تک شرک پر قائم تھے۔ جب زید بن حارثہ انہیں قید کر کے مدینہ میں لائے تو رات کا وقت تھا مگر کسی طرح ابوالعاص نے حضرت زینبؓ کو اطلاع بھجوا دی کہ میں اس طرح قید ہو کر یہاں پہنچ گیا ہوں۔ تم اگر میرے لئے کچھ کر سکتی ہو تو کرو۔ چنانچہ عین اس وقت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ صبح کی نماز میں مصروف تھے۔ حضرت زینبؓ نے گھر کے اندر سے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ "اے مسلمانو! مَیں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ "جو کچھ زینب نے کہا ہے وہ آپ لوگوں نے سن لیا ہو گا۔ واللہ ! مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ یہ بات میرے علم میں نہیں تھی مگر مومنوں کی جماعت ایک جان کا حکم رکھتی ہے اگر ان میں سے کوئی کسی کافر کو پناہ دے تو اس کا احترام لازم ہے۔" پھر آپؐ نے حضرت زینبؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ "جسے تم نے پناہ دی ہے اسے ہم بھی پناہ دیتے ہیں" اور جو مال اس مہم میں ابوالعاص سے حاصل ہوا تھا وہ اسے لوٹا دیا۔ پھر آپؐ گھر میں تشریف لائے اور اپنی صاحبزادی زینبؓ سے فرمایا "ابوالعاص کی اچھی طرح خاطر تواضع کرو۔ مگر اس کے ساتھ خلوت میں مت ملو کیونکہ موجودہ حالت میں تمہارا اس کے ساتھ ملنا جائز نہیں ہے۔" چند روز مدینہ میں قیام کر کے ابوالعاص مکہ کی طرف واپس چلے گئے مگر اب ان کا مکہ میں جانا وہاں ٹھہرنے کی غرض سے نہیں تھا کیونکہ انہوں نے بہت جلد اپنے لین دین سے فراغت حاصل کی اور کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ جس پر آپؐ نے حضرت زینبؓ کو ان کی طرف بغیر کسی جدید نکاح کے لوٹا دیا... بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اس وقت حضرت زینبؓ اور ابوالعاص کا دوبارہ نکاح پڑھا گیا تھا مگر پہلی روایت زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔"

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 670)

سامعین! یہاں دو باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے ایک یہ کہ جیسا کہ خاکسار نے ابتداء میں آیات تلاوت کیں ہیں کہ ایک مومنہ کسی غیر مومن کے لیے حلال نہیں اور دوسرا یہ کہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خطبہ جمعہ فرمودہ 20 اکتوبر 2023ء میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس سے یہ فتویٰ بھی مل گیا کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے کفر کی وجہ سے علیحدہ ہوتی ہے تو پھر خاوند کے ایمان لانے پر دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنی بیٹی زینبؓ کو ان کی ہجرت کے چھ سال بعد ابوالعاصؓ کے مسلمان ہونے پر ان کے ساتھ پہلے نکاح پر ہی لوٹا دیا کسی نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہوئی۔

(ابن ہشام جلد 1 صفحہ 658)

حضرت مِسورؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے داماد ابوالعاص کا ذکر کیا اور یہ رشتہ نبھانے میں ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اس نے مجھ سے جو کہا سچ کہا اور جو وعدہ کیا اسے خوب نبھایا“ اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ کسی نکاح کے ذریعہ نئے مہر وغیرہ کی شرائط کی ضرورت نہیں سمجھی۔

(بخاری کتاب النکاح باب شروط النکاح)

حضرت زینبؓ کے بطن سے ایک لڑکا علیؓ اور ایک لڑکی امامہؓ پیدا ہوئے۔ علیؓ تو بچپن میں فوت ہو گئے مگر امامہؓ بڑی ہوئیں اور حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے اُن کی شادی ہوئی۔ حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت زینبؓ کی بیٹی امامہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ جب آپؐ سجدہ کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے۔

(بخاری کتاب الصلاۃ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجاشی کی طرف سے کچھ زیورات بطور تحفہ آئے۔ اس میں ایک انگوٹھی بھی تھی۔ جس کا نگینہ ملک حبشہ کا تھا۔ آپؐ نے عدم دلچسپی ظاہر فرماتے ہوئے اسے لکڑی یا انگلی سے پرے کر دیا۔ پھر امامہؓ کو بلایا اور فرمایا۔ بیٹی! اسے تم پہن لو۔ یہی امامہؓ بعد میں پہلے حضرت علیؓ کے عقد میں اور انکی وفات کے بعد حضرت مغیرہؓ کے نکاح میں آئیں۔

(ابو داؤد کتاب الخاتم باب ماجاء فی الذھب للنساء)

حضرت زینبؓ اپنے خاوند کے اسلام قبول کرنے کے بعد زیادہ دیر تک زندہ نہ رہیں۔ حضرت زینبؓ نے آخر دم تک اسلام کی خاطر تکالیف برداشت کیں۔ وفات کے وقت وہی زخم تازہ ہو گئے تھے جو واقعہ ہجرت میں انہیں پہنچے تھے۔ آپ کی وفات بھی راہ مولیٰ میں تکالیف کی وجہ سے ہوئی۔ رسول اللہؐ نے انہیں شہیدہ کا لقب عطا فرمایا۔

(ماخوذ از سیرت حضرت زینب بنت محمدؐ)

آٹھ ہجری میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ام ایمنؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام عطیہؓ نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق غسل دیا۔

(سیر الصحابہ جلد 6 صفحہ 90، دارالاشاعت کراچی 2004ء)

حضرت زینبؓ کی وفات پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اُترے آپؐ غم زدہ تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے باہر نکلے تو غم کا بوجھ کچھ ہلکا تھا۔ فرمایا ”میں نے زینبؓ کے ضعف کے خیال سے اللہ سے دعا کی ہے کہ اے اللہ! اس کی قبر کی تنگی اور غم کو ہلکا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی اور اس کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے۔“

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 1360)

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ صحابیات کے نمونے اپنانے کے متعلق عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تم اپنے مقام کو سمجھو اور اپنے اندر نئی بیداری اور نئی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ترقی کے لیے بے انتہا مواقع پیدا کیے ہیں۔ تم بھی حضرت عائشہؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی حضرت حفصہؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی حضرت زینبؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی ان صحابیات کی نقل کرنے کی کوشش کرو جنہوں نے اپنے زمانہ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔“

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 592)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡